پاکستان کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا خواتین کا مقبول ترین ہفت روزہ

خواتین کا اسلام

1083
بدھ 3 شعبان 1445ھ مطابق 14 فروری 2024

ہم قدم

افق پر مہر مبین نہیں ہے!

قیمت: ۴۰ روپے

زکوٰۃ کے نصاب کیلئے فون پر رابطہ کرسکتے ہیں
ZJ
Zaiby Jewellry
SADDAR
021-35215455, 35677786 zaiby_jewellery Zaiby_jewellery
zaiby.jeweller@gmail.com Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

القرآن

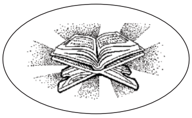

اجتماعِ جمعہ باہمی اتفاق کا مظہر

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجدِ نبوی کے منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا ہے: جو لوگ جمعہ ترک کر رہے ہیں وہ اپنے اس عمل سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دل پر اپنی ناراضگی کی مہر لگا دیں گے جس کے نتیجے میں وہ لوگ دینِ اسلام سے غافل ہوجائیں گے۔

(صحیح بخاری)

الحدیث

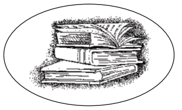

باہم نااتفاقی مت کرو!

اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلے کو اس طور پر کہ باہم سب متحد بھی رہو اور باہم نااتفاقی مت کرو اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اس کو یاد کرو جبکہ تم دشمن تھے، پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلوب میں الفت ڈال دی، سو تم اللہ تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہوگئے اور تم لوگ دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے، سو اس سے اللہ تعالیٰ نے تمہاری جان بچائی۔

(سورۃ آل عمران، آیت: آیت 103)

مولانا مفتی محمدّ ابراهیم صادق آبادی

صدقے میں بکرا ذبح کرنا:

سوال: ہمارے بعض دوستوں نے نئی مسجد تعمیر کی، تعمیر شروع ہونے لگی تو سنگ بنیاد رکھنے کے لیے ایک بزرگ کو دعوت دی گئی، انھوں نے بنیادی اینٹ رکھ کر دعا کرائی اور ایک انوکھا کام یہ کیا کہ صدقے کا بکرا ذبح کروا کر اس کا خون مسجد کی بنیادوں میں بہا دیا۔ بعض احباب کو اس پر حیرت ہوئی تو فرمانے لگے اس عمل سے مصیبتیں ٹلتی ہیں، یہ عمل دافع البلاء ہے۔ آپ اس پر روشنی ڈالیں کہ یہ بکرا ذبح کرنے اور خون بہانے بالخصوص مسجد کی بنیادوں میں بہانے کی حقیقت کیا ہے؟ شریعت کی نظر میں یہ عمل کیسا ہے؟

جواب: صدقہ بے شک دافع البلاء ہے، قرآن وحدیث میں بار بار صدقے کی ترغیب دی گئی، لیکن صدقہ میں بکرا ذبح کرنے کی کوئی فضیلت یا اہمیت نہیں، جن موقعوں پر شریعت نے خون بہانے کا حکم دیا ہے (قربانی، عقیقہ، دمِ حج) ان میں تو جانور ذبح کرنا ضروری ہے، دیگر مواقع میں صدقہ کرتے ہوئے فقراء اور حاجت مندوں کے فقر واحتیاج کو مدنظر رکھنا چاہیے یعنی صدقے میں وہ مال خرچ کیا جائے جو حاجت مندوں کے لیے نفع رساں ہو، جس سے ان کی حاجت برآری ہو، ظاہر ہے اس مقصد کے لیے نقد رقم کا صدقہ سب سے افضل صدقہ ہے۔ اگر مستحق کو چپکے سے رقم دے دے تو یہ صورت انفع للفقراء ہونے کے ساتھ نمود سے بھی پاک ہے۔ بکرا صدقہ کرنے میں بھی مضائقہ نہیں، لیکن آج کل لوگوں نے اس کا التزام کرلیا ہے، ان کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ ہر قسم کے حادثات، آفات وامراض اور مشکلات ومصائب سے بچنے کا ایک ہی وسیلہ ہے اور وہ ہے بکرے کا صدقہ، بالخصوص بیماروں کی صحت یابی کے لیے بکرا ذبح کرنا گویا لازم ہے اور بہت سے لوگ یہ عقیدہ رکھ کر بکرا ذبح کرتے ہیں کہ جان کا بدلہ جان ہے (یعنی بکرے نے جان دے کر مریض کی جان بچائی) حالانکہ یہ عقیدہ جہالت کی پیداوار ہے۔ اسی طرح بعض لوگ بکرے کو ذبح کرنے سے پہلے اس پر مریض کا ہاتھ پھرواتے ہیں، بعض لوگ بکرا مریض کے بالکل قریب لاکر ذبح کرتے ہیں، بعض لوگ ذبح کرنے کے بعد اس کا خون مکان کی بنیاد میں ڈالتے ہیں، شریعت میں ان باتوں کی کوئی اصل نہیں، مسجد کی بنیادوں میں یہ خون ڈالنا تو قطعی حرام اور مسجد کی بے حرمتی ہے۔ واضح رہے کہ ذبح کے دوران نکلنے والا خون (دم مسفوح) نجاست غلیظہ ہے، اس کا وہی حکم ہے جو پیشاب پاخانے کا ہے، کوئی مسلمان ایسی گندگی مسجد میں ڈالنا گوارا کرے گا؟

مختصر یہ کہ صدقہ کرنا تو افضل ترین عمل ہے، اس سے کسی مسلمان کو اختلاف نہیں، لیکن بکرے کی تخصیص اور دیگر لوازم صدقہ نہیں بلکہ دین میں اضافہ ہے۔ اسی لیے اکابر نے اس پر سخت نکیر فرمائی ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے اسے تقرب غیر مشروع، تشبہ بالمشرکین اور بدعت لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو: امداد الفتاویٰ ۳/ ۵۵۹۔ ۶۲۲، ۵/ ۳۰۷۔

فقیہ العصر حضرت مفتی رشید احمد صاحب قدس سرہ لکھتے ہیں: آفات اور بیماری سے حفاظت کے لیے صدقہ وخیرات کی ترغیب آئی ہے مگر عوام کا اعتقاد اس بارے میں یہ ہوگیا ہے کہ کسی جانور کا ذبح کرنا ہی ضروری ہے، جان کو جان کا بدلہ سمجھتے ہیں، شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، یہ عوام کی خودساختہ بدعت ہے، اگر کوئی یہ عقیدہ نہ رکھتا ہو تو بھی اس میں چونکہ اس عقیدے اور بدعت کی تائید ہے، لہٰذا ناجائز ہے۔

(احسن الفتاویٰ ۱/ ۳۶۷)

حالتِ حیض میں دی گئی طلاق کے احکام:

سوال: ایک شخص نے حالتِ حیض میں بیوی کو طلاق دے دی، ایسی طلاق کا کیا حکم ہے؟ یہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور یہ طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ مزید یہ کہ اس مطلقہ کی عدت کب شروع ہوگی؟ اسی حیض سے یا اگلے حیض سے؟

جواب: اس شخص نے بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دے کر بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا۔ اس گناہ پر توبہ واستغفار کرے۔ اس طلاق کا حکم یہ ہے کہ ناجائز ہونے کے باوجود یہ طلاق واقع ہوگئی ہے لیکن اس شخص کے لیے مستحب ہے کہ اس طلاق سے رجوع کرکے بیوی کو گھر میں رکھ لے (جبکہ طلاق رجعی دی ہو) جب حیض سے پاک ہو اور طہر کے ایام گزر جانے کے بعد دوبارہ حیض آئے تو اس حیض سے پاک ہونے کے بعد اگر خاوند چاہے تو طلاق دے دے، اس کے بعد خاتون عدت کے تین حیض پورے کرے۔

اگر دورانِ حیض طلاق بائن دے دی یا اکٹھی ۳ طلاقیں دے دیں تو رجوع کی گنجائش نہیں یا طلاق رجعی ہی دی، لیکن رجوع نہیں کیا تو ان تمام صورتوں میں یہ حیض (جس میں طلاق دی) عدت میں شمار نہ ہوگا، بلکہ اس کے بعد ۳ حیض پورے کرنا ضروری ہے۔ حیض میں طلاق دینے کی صورت میں عدت طویل ہوجائے گی، اسی لیے شریعت نے حیض میں طلاق دینے کو حرام قرار دیا ہے۔

★★★

آئینہ گفتار

پہرے کانوں پر بٹھائیے!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

محلے کے ایک دکان دار کے ساتھ تقریباً روزانہ گفتگو رہتی ہے۔

اچھا پڑھا لکھا مہذب دیندار جوان ہے۔

کل اثنائے گفتگو اچانک ایک بات نوٹ کی کہ کچھ دنوں سے وہ بات چیت میں خالص زنانہ محاورے اور وہ بھی اندرون محلوں میں رہنے والی عورتوں کے انداز میں بہت بولنے لگا ہے۔

اچھا خاصا باوقار پڑھا لکھا مرد گفتگو میں جاہل جھگڑالو عورتوں والا انداز اختیار کرنے لگے تو حیرت تو ہوتی ہے۔ خیر اتفاق سے آج عقدہ کھل گیا۔

کسی بات پر ہنستے ہوئے کہنے لگا کہ دو ہفتوں سے یوٹیوب پر ایک ڈرامہ دیکھ رہا ہوں۔ نصف صد اقساط ہیں، روزانہ تین چار اقساط دیکھتا ہوں، آج آخری قسط دیکھوں گا۔

جو نام ڈرامے کا اس نے بتایا وہی اتنا گھٹیا تھا کہ ہمیں اندازہ ہوگیا کہ ضرور کوئی چھچھورا زنانہ ٹائپ ڈرامہ ہوگا اور بھائی صاحب کی زبان پر یقیناً اسی کا اثر ہے۔

یاد آیا کہ دو ایک سال پہلے ہم نے ایک شخص کی زبان سے بات بے بات واہیات گالیاں سنیں، ہم نے اُس سے پہلے کبھی اُنہیں گالیاں دیتے نہیں سنا تھا۔

اس وقت بھی بہت حیرت ہوئی تھی، پھر پتا چلا تھا کہ اُن دنوں وہ بہت ذوق وشوق سے کوئی انڈین ڈرامہ دیکھ رہا ہے، جس کے ہر دوسرے مکالمے میں ایک آدھ گالی ضرور ہوتی ہے۔

یاد رکھیے؛ ہم جو بھی کان لگا کر سنتے ہیں، وہ کانوں کے رستے دل میں ضرور اترتا ہے۔

اور زباں پر پھر آپ لاکھ پہرے بٹھالیں، دل کی بات بالآخر زبان پر آکے رہتی ہے۔

وہ جو شاعر نے خدشہ ظاہر کیا تھا ناں۔

دل کی بات کہیں لب پہ نہ آجائے
ہنستے ہنستے آنکھ کہیں نہ بھر آئے

لیکن نہ بات ہی دل کی کبھی رک پاتی ہے، نہ آنکھ ہی بہنے سے رہ پاتی ہے، سو بہنو! پہرے بٹھانا بھی ہوں تو اپنے اور اپنے بچوں کی نگاہ و زباں سے زیادہ کانوں پر پہرے بٹھائیں کہ کان کا سنا دل پر زیادہ اثر کرتا ہے۔

والسلام
مدیر مسئول
محمد فیصل شہزاد

ایک ملاقات کا دل خوش کن احوال

خولہ غضنفر اللہ کے علم اور تقویٰ میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائیں، ان سے ملاقات کا احوال پڑھ کر بہت اچھا لگا۔ تھوڑی سی جلن بھی ہوئی کہ لوگ کیسے آپس میں ملاقاتیں کررہے ہیں اور ہم محروم ہیں۔ خیر اللہ کریم کسی دن ملوائیں گے ان شاء اللہ!

ملاقات کے احوال میں جو بات سب سے خاص لگی اور جس نے مجھے قلم اٹھانے پر مجبور کیا، وہ یہ تھی کہ لوگ جب کسی سے ملتے ہیں تو اس کی ظاہری شخصیت یعنی حلیہ وغیرہ بیان کرتے ہیں، میزبانی میں پیش کیے جانے والے لوازمات کا بیان ہوتا ہے، تحفے تحائف کا تذکرہ ہوتا ہے، مگر اس ملاقات کے احوال میں ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ تحریر پڑھ کر کسی دنیوی چیز کی طرف رغبت نہیں ہوئی۔ جس چیز نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ ان کی شخصیت کی روحانی یا باطنی خوبیاں تھیں۔ جنھیں دیکھ کر اللہ یاد آئے اور جن کے عمل سے آخرت کی رغبت پیدا ہو۔ سبحان اللہ! پوری تحریر پڑھ کر ایسا لگا کہ یہی وہ باتیں ہیں جنھیں جان کر کسی سے متاثر ہوا جائے اور ایسی ہی خصوصیات اپنے اندر پیدا کرکے دوسروں کو متاثر کرنے کی خواہش کی جائے۔ کہنے کا مطلب یہ نہیں کہ ریاکاری کے لیے کوئی عمل کیا جائے۔ مطلب یہ تھا کہ لوگ دوسروں کو متاثر کرنے کے لیے خاندان قبیلے کے اونچا ہونے کا ذکر کرتے ہیں، لباس پر توجہ دیتے ہیں، ظاہری شخصیت کو بہت سنوار کر پیش کرتے ہیں، ہر طرح سے اپنا ہائی اسٹینڈرڈ یعنی اعلیٰ معیار زندگی دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب کہ اس تحریر کی ایک ایک بات کو پڑھ کر ایسا لگا کہ یہی وہ صفات ہیں جنھیں اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کی جائے اور دوسروں میں بھی انہی خصوصیات کو پسندیدگی کا معیار بنایا جائے۔

الغرض یہ کہ عفت مظہر کے قلم کی شوخیاں سمیٹے، شگفتہ جملوں سے سجی، دعوتِ عمل دیتی ایک سادہ اور پروقار سی ایک یادگار ملاقات پر مبنی تحریر تھی!

ام اِیشاع کراچی

☆☆☆

مدیر اعلیٰ: مفتی فیصل احمد
مدیر: انجینئر مولانا محمد افضل احمد خان
مدیر مسئول: محمد فیصل شہزاد

"خواتین کا اسلام" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فون: 021 36609983 ای میل: fayshah7@yahoo.com

انٹرنیٹ: www.dailyislam.pk سالانہ زرتعاون: اندرون ملک 2000 روپے، بیرون ملک ایک میگزین 25000 روپے، دو میگزین 28000 روپے

ادارہ روزنامہ اسلام کی تحریری اجازت کے بغیر خواتین کا اسلام کی کوئی تحریر کہیں شائع نہیں کی جاسکتی۔ بصورت دیگر ادارہ قانونی چارہ جوئی کرنے کا حق رکھتا ہے۔

حافظ عبدالرزاق خان

دو وصیتیں

وہ بچیوں سے بے پناہ محبت کرتی تھیں، اتنی زیادہ کہ کبھی کبھی میرا جی بھی چاہتا کہ کاش میں بھی بچی ہوتا......!

ماسی کی شکل وصورت تو معمولی تھی مگر دل پھر بھی ان کی طرف کھنچتا تھا۔

جب گلی محلے میں کوئی بچہ انھیں روتا ہوا ملتا تو اسے ایسے پیار سے چپ کراتیں کہ ان پر ماسی کی بجائے 'ماں' کا گمان ہونے لگتا تھا۔

سنا ہے انھوں نے پرانے وقتوں میں بی۔اے کیا تھا مگر سرکاری نوکری نہیں کی۔ بس ٹیوشن پڑھاتی رہیں۔ خاوند شارجہ کمانے کے لیے گیا تو کبھی لوٹ کر نہیں آیا۔ ساری جوانی ڈیڑھ مرلے کے مکان میں شوہر کی راہ دیکھتے بِتا دی۔

ناگاہ ایک بار گھر میں آگ لگ گئی تو خود بھی اس کی لپیٹ میں آگئیں۔ بچ تو گئیں مگر چہرہ جھلس گیا۔

تعلیم یافتہ تھیں اس لیے اردو بہت اچھی بولتی تھیں حالانکہ ان کی مادری زبان سرائیکی تھی۔ میں نے ابو کو بارہا ان سے محاوروں کے مطالب پوچھتے دیکھا، حالانکہ خود بھی ایم۔اے اردو تھے۔

میٹرک تک ہم بہت شتونگڑے تھے۔ ہماری شرارتوں سے امی ابو عاجز آکر ہر وقت فکر مند رہتے تھے۔ آخر ان کی دعائیں رنگ لائیں اور رب نے ہمارا رخ اپنی طرف پھیر لیا۔ میرے بدلنے پر سب سے زیادہ خوشی ماسی کو ہی ہوئی تھی۔ قصہ کوتاہ پڑھائی سے فراغت پر انھوں نے ہمیں گویا اپنا مرشد بنالیا تھا۔

تعبیر پوچھنی ہوتی، مسئلہ دریافت کرنا ہوتا، مشورہ لینا ہوتا، چندہ بھیجنا ہوتا، عید کی مبارک دینی ہوتی یا کسی پریشانی کو رفع کرنے کی خاطر کوئی وظیفہ پوچھنا ہوتا، لکھ کر بھیجتیں۔

گلی محلے کے بچے قاصد کا کام کرتے۔ ان کی لکھائی میں زنانہ رنگ نہ تھا، مردوں جیسی تحریر تھی ان کی۔ ہمیشہ کچی پنسل سے لکھتیں۔ وہ قدیم شعراء کے کلام سے بھی خوب واقفیت رکھتی تھیں۔

خیر یہ تمہید میں نے اس لیے باندھی کہ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا تھا۔

دراصل جب نومبر کے شروع میں فلسطین سے اندوہ ناک خبریں آنا شروع ہوئیں تو ماسی کا دراز وجود جھک کر کبڑوں کی طرح ہو گیا اور گھر سے نکلنا چھوڑ دیا۔

مجھے ان کے پڑوسی نے بتایا کہ اخیر شب میں بہت روتی ہیں اور مناجات میں کہتی ہیں کہ الٰہی! ان چاندسی پریوں کا کیا قصور تھا؟ وہ خوب روشہزادیاں تو شہادت کا جام پی کر تیرے حضور پہنچ گئیں اور میں کالی کلوٹی ابھی تک زندہ ہوں۔''

مجھے یہ سن کر فکر لاحق ہو گیا کہ یہ غم ان کی جان ہی نہ لے لے۔

جس روز غزہ کے اسپتال پر وحشیوں نے بمباری کی تو ماسی نے فلسطینی خواتین کے جذبات کی ترجمانی کرتے یہ اشعار لکھ بھیجے۔

بچہ ہے اس کو یوں نہ اکیلے کفن میں ڈال
ایک آدھ گڑیا، چند کھلونے ساتھ کفن میں ڈال
مجھ کو بھی گاڑھ دے میرے لختِ جگر کے ساتھ
سینے پر رکھ اسے، میرے کفن میں ڈال
ڈرتا بہت ہے کیڑے مکوڑوں سے اُس کا دل
کاغذ پہ لکھ یہ بات اور اس کے کفن میں ڈال
یونسؑ کی طرح آج کوئی معجزہ دکھا
یہ پھر سے جی اٹھے اسے ایسے کفن میں ڈال

یہ اشعار پڑھ کر پہلے تو میں خوب رویا، پھر انھیں دلاسہ پر مبنی کچھ کلمات لکھ بھیجے۔
میں نے حماس کے جوانوں کی روداد لکھ بھیجی مگر اُدھر سے جواب آیا۔

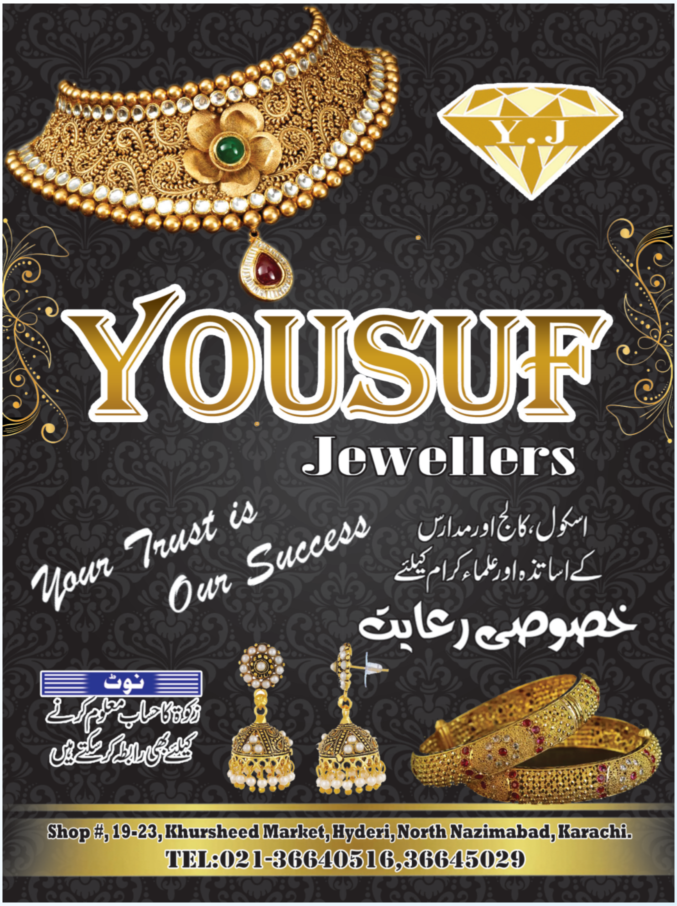

اَرے کوئی مسیحا ادھر تو دیکھے، کوئی تو چارہ گری کو اترے
اُفق کا چہرہ لہو سے تر ہے، زمیں جنازہ بنی ہوئی ہے

اب میرے پاس جواب نہیں تھا۔ ۱۶ دسمبر کو دل ویسے ہی غمگین تھا، ادھر پورا شہر شدید دھند کی لپیٹ میں تھا۔ کسی بچے کے ہاتھوں مجھے بلا بھیجا۔ میں دل کڑا کر کے اس کوٹھڑی نما مکان میں گیا تو میاں کو یاد کر رہی تھیں۔

مجھے شرارت سوجھی تو انھیں چھیڑا۔ ”واہ ماسی! ابھی تک اسے یاد کرتی ہیں جس نے برسوں پلٹ کر پوچھا تک نہیں۔“

اس پر کھانستے ہوئے بولیں: ”وہ بے وفا نکلے، میں تو نہیں۔“

پھر شعر پڑھا۔

مجھے موسم سے کیا لینا نومبر کہ دسمبر ہو
میرے سب رنگ تمھی سے ہیں بہاروں کے خزاؤں کے

”واہ ماسی جی! آپ تو چھپی رسم نکلیں۔“ میں پھر چہکا۔

میں نے اتنا ہی کہا تھا کہ بپھر گئیں:

”میں کوئی چھپی رُپی رسم نہیں ہوں، میں نے اپنے محرم کے سوا کسی سے محبت نہیں کی۔ تم ہو ناجائز ناجائز محبتوں کو دل میں جگہ دینے والے لوگ! ہر ایرے غیرے کو دل میں بٹھا لیتے ہو۔ غیرت کا بھٹہ بٹھا دیا ہے اسی بے حیائی نے۔ نام نہاد مسلمان یہودنیوں سے شادیاں رچا رہے ہیں اور یہودی، معصوم دلھنوں کے سہاگ اجاڑ رہے ہیں۔“

یہ کہتے ہوئے انھیں کھانسی کا شدید دورا اٹھا اور ساتھ ہیخون کی الٹی بھی ہوگئی۔ میرے تو ہاتھ پاؤں پھولنے لگے لیکن صد شکر کہ چند ہی لمحوں میں ان کی طبیعت بحال ہوگئی۔

☆......☆

آج ۲۲ دسمبر ہے۔ جامعہ محمودیہ عیدگاہ میں ’پکارِ اقصیٰ کانفرنس‘ مسلمانوں کو جھنجھوڑ رہی ہے اور اِدھر سخت سردی میں اس برفانی شام میں، میں ماسی رخ خورشید کی قبر کے سرہانے کھڑا ہوں ان کی ایک وصیت کی تعمیل میں کہ جمعے کے جمعے میری قبر پر ضرور آنا۔

یہ وصیت تو میں نے پوری کردی ہے جبکہ دوسری وصیت جب بھی رب نے چاہا تو ضرور پوری کردوں گا۔ وہ کچی پنسل سے لکھا ایک رقعہ ہے جس کا راز فاش نہیں کرسکتا۔ بس اتنا بتا دوں کہ ایک دکھیا نے محبوبِ کبریاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرضی لکھوائی ہے اور وصیت کی ہے کہ ہرے بھرے گنبد کے سامنے عرض کرنا۔

☆☆☆

”خیر ہوگی!“

کرن سلطان ڈھلوں

میں بہت چھوٹی تھی جب ایک بار ہماری ایک بھینس مرگئی۔

ہم سب رو دھو رہے تھے اور لوگ ہمارے گھر میں باقاعدہ افسوس کرنے آرہے تھے۔ یہ ہمارے یہاں رواج ہے، کیونکہ ہمارے ہاں پالتو جانور اہلِ خانہ ہی کی طرح پیارے ہوتے ہیں۔ خیر ایک خاتون آئیں تو امی سے کہنے لگیں:

”روئیں نہیں، چیل کوے اور دیگر درندے جن کا پیٹ گوشت سے بھرتا ہے وہ بھی تو اللہ تعالیٰ سے رزق مانگتے ہیں ناں کہ اللہ ہمیں رزق دے۔ اگر ہمارے جانور نہ مریں تو اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق کو کہاں سے رزق ملے گا؟ اللہ نے آپ کا رزق ضائع نہیں کیا یہ کسی اور کا رزق بنا دیا، اس پر راضی رہیں۔“

صرف واحد وہ خاتون تھیں جنھوں نے اس انداز میں تسلی دی کہ روتے ہوئے سب دلوں کو سکون آ گیا۔ اِس خاتون کی یہ بات جو بچپن میں میں نے سنی تھی ہمیشہ یاد رکھی اور اب میں اپنے اردگرد ہر کسی کا حوصلہ بڑھانے کی کوشش کرتی ہوں۔

سو قارئین! جب کسی کاروباری خسارے میں مبتلا شخص کو دیکھیں تو یہ نہ کہیں اب تم کبھی نہیں اٹھ کھڑے ہوگے، اسے بتائیں کہ خیر ہوگی ان شاء اللہ، تم ایک دن پھر عروج کی سیڑھی چڑھو گے۔ کسی بیمار سے، معذور سے یہ نہیں کہیں کہ اب تو کچھ نہیں ہوسکتا، اب تو آپ ساری زندگی محتاج رہو گے، نہیں بلکہ اسے دلاسا دیں کہ خیر ہوگی ان شاء اللہ، آپ ایک دن معذوری اور محتاجی سے نکل آئیں گے بس امید نہیں چھوڑیے گا۔ اسی طرح کسی کی اولاد کا رشتہ نہیں ہو رہا تو یہ نہ کہیں کہ رشتے کی تو اتنی عمر ہوتی ہے، یہ عمر نکل جائے تو رشتے نہیں ہوتے، نہیں بلکہ اسے کہیں کہ خیر ہوگی ان شاء اللہ! اگر میرے بچوں کا ہوگیا ہے تو وہ ہی رب تمھارے بچے کے نصیب بھی بہت اچھے کرے گا۔

کسی بے اولاد سے بھی یہ نہ کہیں کہ میری تم سے بعد میں شادی ہوئی تھی، اولاد پہلے ہوگئی، یا میرے بیٹے بیٹی کی پہلے اولاد ہوگئی اور تمھارا بچہ بے اولاد رہ گیا بلکہ تسلی دیں کہ خیر ہوگی ان شاء اللہ، جس اللہ نے مجھے اولاد دی وہ ہی تمھارا اللہ ہے تمھیں بھی ضرور دے گا۔

پیارے قارئین! جو نعمتیں آپ کو میسر ہیں، اس پر تکبر کر کے کسی کا دل دکھانے اور اس بندے کے دل سے بددعائیں لینے کی بجائے ان نعمتوں کی مثال سے اس کا حوصلہ بلند کرنا سیکھیں۔ اپنی نعمتوں کو بیان کر کے مصیبت زدہ لوگوں کی ہمت افزائی اور حوصلہ افزائی کریں نہ کہ انھیں حسرت میں مبتلا کریں۔

میں تو سب سے یہی کہتی ہوں کہ پریشان نہ ہوں خیر ہوگی ان شاء اللہ۔ دل نہ جلائیں، غم نہ کھائیں، اذیت نہ سہیں، اللہ کرم کرے گا، اللہ خیر کرے گا، ہر شے آپ کو ملے گی جو آپ کی چاہت اور ضرورت ہے۔ خیر ہوگی ان شاء اللہ۔

☆☆☆

افق پر مہر مبین نہیں ہے!

س،ج چوٹیا۔بہاول نگر

اس دن ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ تھی۔ گیارہواں ہجری سال تھا۔ پیر کا دن اور زوال کا وقت تھا، عمر مبارک ۶۳ برس تھی جب حبیب کبریا، خاتم الانبیاء، سرکار دوعالم، ساقی کوثر، شافع محشر، اور رحمتِ عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزع کی حالت طاری ہوگئی۔ نظرِ مبارک چھت کی طرف اٹھ گئی اور زبان مبارک پر آخری الفاظ جاری ہوگئے:

اَللّٰھُمَّ الرفیق الاعلی!

اور پھر کائنات کی نبض ڈوب گئی۔

یہی وہ گھڑی تھی جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر قیامت جیسی تھی اور یہ دن ان کے لیے تاریخ انسانی کا سب سے تاریک، المناک اور حزن وملال سے پُر دن تھا، یہ وہ وقت تھا جو مسلمانوں کے لیے بڑا نازک تھا۔ ہر طرف غم والم کے بادل تھے۔ آنسوؤں کی طغیانی تھی، شکستہ حوصلے تھے، پژمردہ ہمتیں تھیں، خزاں زدہ جذبات تھے، جدائی کی آندھی سب پر زوروشور سے چل رہی تھی۔ انفرادی یتیمی تو ہر کسی نے بارہا دیکھی ہے مگر مدینہ میں اس دن اجتماعی یتیمی کی صورت درپیش تھی۔

آج یتیموں کے سر پر دستِ شفقت رکھنے والا چلا گیا۔ بیواؤں کا سہارا اُن سے دور ہوگیا۔ بہار پر خزاں چھا گئی، مظلوموں کا حامی نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ غموں سے بھری مظلوم انسانیت پر ایک کٹھن وقت آگیا اور جان وجگر فدا کرنے والوں اور اپنی جانوں سے بڑھ کر حضور کا خیال رکھنے والوں کے دل کی آتشِ غم بھڑک اٹھی ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کے سمندر جاری ہوگئے، ان کے لیے دنیا ویران ہوگئی، سارا جہاں بے رونق ہوگیا۔ یہ وہی وقت تھا جب جن وانس، آسمان کے ستارے اور شمس وقمر ایک عظیم ہستی کے دیدار سے محروم ہوگئے۔ آج منبر خالی ہوگیا۔ وہ منبر جس پر دس سال تک آقا دوجہاں بیٹھ کر علوم ومعارف بیان فرماتے رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم محراب کی طرف دیکھتے ہیں تو آقا ومحسن نظر نہیں آتے، منبر کی طرف نظر اُٹھتی ہے تو چاند سے زیادہ حسین وجمیل چہرہ نظر نہیں آتا، مدینہ ویران وسنسان نظر آتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تھے اس دن ہر چیز روشن ہوگئی تھی اور جس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی ہر چیز تاریک ہوگئی۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یقین ہی نہیں آتا تھا کہ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحلت فرماچکے ہیں۔ فرمارہے تھے جو کہے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوگیا ہے میں اس کی گردن اڑادوں گا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر بھی سکتہ طاری ہوگیا، سیدنا علی المرتضیٰ کو چپ سی لگ گئی، حضرت عبداللہ بن زید اتنا روئے کہ روتے روتے ان کی بینائی ختم ہوگئی۔

ہر دل شکستہ حال تھا۔ ہر آنکھ سے آنسوؤں کی برسات تھی، کون تھا جو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سی شفقت سے ان بلند حوصلہ نوجوانوں کو بے حوصلہ ہوتا دیکھ کر حوصلہ دیتا؟ کون تھا جو ان کے نہ مٹنے والے زخموں پر مرہم رکھتا،؟ ن تھا جو ہمدردی کے دو بول ہی بول دیتا،؟ پھر عجب منظر سامنے آیا سفر وحضر کا وہ ساتھی جو بڑا نرم دل تھا جسے دنیا صدیق اکبر کے نام سے جانتی ہے، وہ استقامت کا پہاڑ بن کر کھڑا ہوگیا اور انسانی تاریخ کے سب سے نازک موڑ پر امت محمدیہ کو سنبھالا اور اپنے پیارے محبوب کی پیشانی پر بوسہ دے کر آنسو بہاتے ہوئے فرمایا:

''میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان! اللہ تعالیٰ دو موتیں آپ پر کبھی جمع نہیں کرے گا، بس یہی ایک موت تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لکھی ہوئی تھی۔''

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مرثیہ بڑا پر درد اور ایمان پرور تھا انھوں نے فرمایا:

''ہائے میرا آقا چل بسے جنھوں نے غریبی کو امیری پر ترجیح دی، افسوس کہ وہ دین پرور نہ رہے جو گنہگار امت کی فکر میں کبھی پوری رات آرام سے نہ سوئے، جنھوں نے غریبوں اور مسکینوں پر اپنا دروازہ کبھی بند نہیں کیا، ہائے میرے وہ محبوب جن کے موتی جیسے دانت پتھر سے توڑے گئے اور جس کی نورانی پیشانی کو زخمی کیا گیا، آج وہ دنیا سے رخصت ہوگئے!

سیدۃ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روتے ہوئے فرمایا:

''اے انس! تم لوگوں کے دلوں نے کس طرح گوارا کرلیا کہ رسول اللہ پر مٹی ڈال دو اور انھیں اکیلے چھوڑ کر آجاؤ۔''

حضرت فاطمہ کے اس سوال نے حضرت انس کو بھی تڑپا کے رکھ دیا۔

ہر ایک غم والم کی تصویر بنا ہوا تھا کیونکہ آج وہ چشمہ ہدایت جس سے ہر اپنا اور پرایا سیراب ہوتا تھا وہ نور مجسم جس کی کرنیں ہر طرف پھیلی ہوئی تھیں وہ چھپ گیا، وہ علم کا سمندر، عرفان کا بحرِ بیکراں، لاکھوں، کروڑوں روحانی مریضوں کا مسیحا، بے چین انسانیت کا سکون و قرار، غریبوں کا حامی، کمزوروں کا والی، بیواؤں کا سرپرست رخصت ہوا، یتیموں کا آقا الوداع ہوا، غلاموں کا مولیٰ داغ مفارقت دے گیا۔

ہاں ہاں باغِ عالم کی بہار، نبیوں کا سردار، امت کا غم خوار، فاتحین عرب کا سپہ سالار، لاکھوں دلوں کا قرار، مظلوموں کا دلدار تریسٹھ سال کی مثالی زندگی نہیں بلکہ بے مثال زندگی گزار کر دارفانی سے دار بقاء کی طرف منتقل ہوگیا اور گویا کہ زمین کا ذرہ ذرہ، طائف کے پہاڑ، مکہ کی وادی مدینہ کی گلیاں، مسجد نبوی کا منبر، کاشانۂ نبوت، اصحاب صفہ کا مبارک چبوترا اور اُحد کا پہاڑ، بدر کا میدان، حرم کی سجدہ گاہیں اور عرب کی سرزمین آپ کے فراق میں بلک بلک کر رورہی تھیں اور بزبانِ حال کہہ رہی تھیں۔

زمیں کی رونق چلی گئی ہے افق پہ مہر مبین نہیں ہے

☆☆☆

بچہ سوتا نہیں ہے!

چائلڈ اسپیشلسٹ ڈاکٹر رضوان اسد خان

آج کل بہت سی ماؤں کو شکایت ہے کہ ان کا بچہ سوتا نہیں ہے، اور ظاہر ہے کہ جب بچہ خود نہیں سوئے گا تو،

نہ کھیڈاں گے، نہ کھیڈاواں گے
وِچ پسوڑھی پاواں گے

یعنی نہ کھیلیں گے، نہ کھیلنے دیں گے، بیچ میں مصیبت ڈالے رکھیں گے!

کے مصداق ساری رات ماں باپ کو بھی سونے نہیں دے گا۔

ویسے تو ہم ڈاکٹر لوگ یہی کہتے ہیں کہ بچے کی نشوونما اگر ٹھیک ہو رہی ہے اور دوسری کسی بیماری کی علامات نہیں تو کوئی مسئلہ نہیں، لیکن جناب! مسئلہ تو ہے!

تو آج آپ کے ساتھ ایک چونکا دینے والی تحقیق شیئر کرتے ہیں تا کہ کچھ سامان عبرت ہو اور ایک نہایت مخدوش صورتحال میں شاید کچھ بہتری کی گنجائش پیدا ہو سکے۔

ہم امراض بچگان کے ماہرین کا سب سے بڑا شکوہ یہ ہے کہ آج کل کی مائیں اپنے بچوں کو اپنا دودھ کیوں نہیں پلاتیں۔

ویسے تو لوگ اتنی شاندار قسم کی سازشی تھیوریاں گھڑتے ہیں کہ کبھی کبھی تو میرا بھی جی چاہتا ہے کہ پولیوڈراپس پر لعنت بھیجوں، لیکن پتا نہیں جب بات ماؤں کے دودھ نہ پلانے کی آتی ہے تو سازشی تھیوریاں گھڑنے والوں کی تخلیقی صلاحیتیں نجانے کہاں غائب ہو جاتی ہیں؟ کیوں نہیں سوچتے کہ یہودیوں کی وہ کون سی سازش ہے جس کی وجہ سے ہماری مائیں اپنے بچوں کو دنیا کی سب سے بڑی دولت سے محروم رکھتی ہیں؟

خیر تفنن برطرف؛ موضوع پر واپس آتے ہیں۔ حالیہ کچھ تحقیقات سے شواہد ملے ہیں کہ ماں کے دودھ کی کیمیائی نوعیت دن کے مختلف اوقات میں مختلف ہوتی ہے۔ صبح کے وقت اس میں ایک انتہائی اہم ہارمون ''کارٹی سول'' کا لیول زیادہ ہوتا ہے جو جسم کے بہت سے عوامل کو تیز کرتا ہے اور چستی پیدا کرتا ہے۔

جبکہ رات میں کارٹیسول کی مقدار نہ ہونے کے برابر ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ ایک اور بہت اہم ہارمون ''میلاٹونین'' زیادہ مقدار میں شامل ہو جاتا ہے جو بچے کو سلانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اسی طرح صبح والے دودھ میں جسم کو تروتازہ رکھنے والے امائنو ایسڈز اور وٹامن ای اور زنک کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح قوت مدافعت کو ''بوسٹ'' کرنے والے کیمیائی مرکبات صبح والے دودھ میں زیادہ ہوتے ہیں۔ جبکہ رات کے وقت جسم کی توڑ پھوڑ کی مرمت کرنے والے امائنو ایسڈز زیادہ ہوتے ہیں جو سکون آور بھی ہوتے ہیں۔

یہ تحقیق مختلف رضا کار ماؤں کے مختلف اوقات کے دودھ کے نمونوں کے تجزیے پر مبنی تھی۔ تو بہنو! اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ کا بچہ مناسب وقت پر مناسب وقت کے لیے سوئے تو اپنا دودھ پلائے بغیر یہ بہت مشکل ہے۔

مغرب سے ہم الٹی سیدھی چیزیں تو بہت سیکھتے ہیں، یہ کیوں نہیں سیکھتے کہ وہاں جاب کرنے والی خواتین بچے کے لیے دودھ نکال کر جاتی ہیں جو ان کی غیر موجودگی میں پلایا جاتا ہے۔ اسی طرح ''ملک بینکس'' میں دودھ جمع کرایا جاتا ہے جو نومولود بچوں کی نرسری میں استعمال ہوتا ہے۔

اس تحقیق کے بعد ان لوگوں نے جمع شدہ دودھ کے اوپر وہ وقت بھی نوٹ کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس وقت وہ نکالا گیا ہو، تا کہ بچے کو اسی وقت پلایا جائے جس وقت نکالا گیا تھا۔

تو یاد رکھیں، شارٹ کٹ کوئی نہیں ہوتا۔ بچے کی پیدائش سے پہلے ہی اپنے آپ کو اسے دودھ پلانے کے لیے ذہنی طور پر تیار کر لیں اور مصمم ارادہ کر لیں کہ خواہ کچھ ہو جائے، میں نے اپنے بچے کو اس کے پہلے حق سے اپنے دودھ سے محروم نہیں رکھنا۔

اور جو نام نہاد ڈاکٹر یا ماں یا ساس آپ کو کہے کہ آپ کا دودھ خراب ہے، اسے مناسب طریقے سے نظر انداز کرنے بالکل پس و پیش نہ کریں۔

یار رہے، ''مناسب طریقے'' پر زور ہے، بعد میں لڑائی کا ذمہ مجھ پر نہ ڈال دیجیے گا۔

☆☆☆

اللہ تعالیٰ کی ناراضی

ایک سچے مسلمان کی نظر میں سب سے زیادہ اہمیت اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل ہے اور سب سے زیادہ مہلک اور خطرناک چیز اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبوبیت اور تقرّب کے بلند ترین مقام پر فائز ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بستر پر نہ پا کر اِدھر اُدھر تلاش کیا تو میرا ہاتھ آپ کے قدموں پر پڑا جو کہ اٹھے ہوئے تھے اور آپ سجدے میں یہ دعا مانگ رہے تھے:

''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیری رضا کے ساتھ تیری ناراضی سے، تیری عافیت کے ساتھ تیرے عذاب سے اور تیری ذات کے ساتھ تجھی سے، میں ویسے تیری تعریف نہیں کر سکتا جیسے تو نے اپنی تعریف خود کی ہے۔''

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں تیری نعمت کے زوال سے، تیری عافیت کے بدل جانے سے، تیری اچانک پکڑ سے اور تیری ہر قسم کی ناراضی سے۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اپنی ناراضی کی عظیم مصیبت سے ہمیشہ بچائے رکھے اور ہمیشہ کے لیے ہم سے راضی ہو جائے، آمین!

انتخاب: ہمشیر الطاف محمد۔ کراچی

حق تعالیٰ کی لاٹھی بے آواز ہے!

اثرؔ جونپوری

دل شکستہ ہے جذبات مجروح ہیں
بے بسی کا فسانہ سناؤں تو کیا
میں کہ بے بس بھی ہوں اور بے حس بھی ہوں
صرف لفظوں کے موتی لٹاؤں تو کیا

☆

میں مظالم نہیں روک سکتا اگر
کر تو سکتا ہوں امداد مظلوم کی
کم سے کم مطمئن ہو گا میرا ضمیر
پوری کر دوں جو فریاد مظلوم کی

☆

وہ جو بے گھر ہیں بے در ہیں بدحال ہیں
میں بھی اے کاش ان کا معاون بنوں
اہلِ ایمان کے درد کو بانٹ کر
میں بھی مسلم بنوں میں بھی مومن بنوں

☆

کو بہ کو پھرنے والی، ہیں بہنیں مری
دربدر ہونے والے مرے بھائی ہیں
کیوں نہ آخر تڑپتا میں ان کے لئے
خونِ دل رونے والے مرے بھائی ہیں

☆

آج گر ہم نے ان کی اعانت نہ کی
کل کو ہم پر برا وقت آ سکتا ہے
حق تعالیٰ کی لاٹھی بے آواز ہے
وہ مزہ بے حسی کا چکھا سکتا ہے

☆

اس لیے اے اثرؔ سارے اہلِ وطن
اب فلسطینیوں کا سہارا بنیں
حق تعالیٰ کے نزدیک ہوں سرخرو
قوم و ملت کی آنکھوں کا تارہ بنیں

☆☆☆

ہم قدم

اُمِ محمد سلمان

’’بھئی ڈاکٹر نے کہا ہے کہ چہل قدمی کیا کریں، صحت مند رہنے کے لیے روزانہ کم از کم نصف گھنٹہ ضرور پیدل چلنا چاہیے، اس لیے ہم نے سوچا ہے کہ کل سے ہم دونوں صبح واک پر جایا کریں گے۔‘‘ بیگم بدر عالم نے دال چنتے ہوئے کہا۔

آگے سے میاں کا کوئی ردِ عمل نہیں آیا تو انھوں نے دال کے تسلے سے نگاہیں اٹھا کر غضب ناک نگاہوں سے میاں کو دیکھا۔

’’اجی سنتے ہیں؟ یہ گھنٹیاں تو نکال دیجیے کانوں سے۔‘‘

یہ کہہ کر انھوں نے میاں صاحب کے کانوں سے ہینڈ فری کھینچ کر نکالی۔

’’ارے ارے بیگم آرام سے، کان بھی ساتھ نکالیں گی کیا اب؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ! کس قدر احساس سے عاری خاتون ہیں آپ؟‘‘

’’آپ کے منفی تبصرے سے ہماری صحت پر چنداں فرق نہیں پڑنے والا منیر حسن! ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم کتنے خوب صورت احساسات کی ملکہ ہیں۔‘‘

بیگم بدر عالم نے اتراہٹ کے ساتھ کندھوں پر شال پھیلائی۔

’’بس ہم کہے دے رہے ہیں کہ کل صبح نماز فجر کے بعد اعظم پارک چلیں گے۔ وہیں گھنٹہ بھر چہل قدمی کرلیا کریں گے۔ صحت بھی اچھی اور فٹنس بھی خوب۔‘‘

’’بھئی ڈاکٹر نے یہ مشورہ آپ کو دیا ہے، بخدا ہمیں تو اس سے دور ہی رکھیے۔‘‘

منحنی سے منیر حسن صوفے پر بیٹھے بیٹھے کچھ اور سمٹ گئے۔

’’ارے کیسے دور رکھیں صاحب! ہم نے آج تک آپ کے بغیر گھر سے باہر ایک قدم نہیں رکھا کجا کہ قدم پر قدم رکھتے چلے جائیں۔ یہ تو ہرگز نہیں ہوسکتا۔ بس یہ طے ہے کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں گے۔‘‘

’’ارے بھئی کوئی زبردستی ہے۔ ہم نہیں جارہے تو بس نہیں جارہے۔‘‘

’’کیسے نہیں جارہے؟ آپ کے تو اچھے بھی جائیں گے۔‘‘

’’ہاں تو لے جایئے ناں ہمارے اچھوں کو، بصد شوق لے جایئے۔ ہم نے کب انکار کیا۔‘‘

’’دیکھیے ہم کہے دے رہے ہیں، بات کو مذاق میں ٹالنے کی جسارت نہ کیجیے، ہمارا فشارِ خون بلند ہوا تو آپ کی جیب کے لالے پڑ جائیں گے۔‘‘

’’بیگم بدر عالم! خدا کے لیے ہماری جیب سے دشمنی مت کیجیے۔ پہلے ہی اس مہینے آپ نے الا بلا پر ہمارے ہزاروں روپے لٹا دیے۔ غضب خدا کا یہ اسپیگیٹی، لزانیا، میکرونی، تکا اسپیشل، اٹلی اسپیشل یہ کوئی کھانے ہیں؟ بندہ کھا کے بھی آدھا بھوکا ہی رہے۔‘‘

’’دیکھیے ہماری بات کو گھمانے پھرانے کی کوشش مت کیجیے، ہم نے کہہ دیا تو بس کہہ دیا۔ ہم صبح اعظم پارک آپ کے ساتھ ہی جائیں گے۔‘‘

''اور ہم نے بھی کہہ دیا کہ ہم صبح اعظم پارک نہیں جائیں گے۔''

''تو پھر کہاں جائیں گے؟ کہیں اور کا ارادہ ہے تو بتا دیجیے، وہیں چل پڑیں گے ہم بھی۔ واللہ ہمیں کوئی اشکال نہیں۔''

''ارے بھئی مطلب یہ ہے کہ ہم کہیں بھی نہیں جا رہے۔ سردیوں کی حسین صبح تو ہم نماز کے لیے مشکل سے جاتے ہیں اور آپ ان ٹھنڈی ہواؤں میں ہمیں چہل قدمی کے لیے لے جا رہی ہیں جو کہ ہم بالکل نہیں جانے والے۔ ہمارا مخلصانہ اور ماہرانہ مشورہ ہے کہ گھر ہی میں یہ شوق پورا کر لیجیے۔ آپ بھی خوش، ڈاکٹر بھی خوش۔''

''منیر صاحب! آپ خود ہی سوچیے، ڈھائی مرلے کے مکان میں چہل قدمی کس طرح ممکن ہے؟ خواب گاہ سے نکلتے ہیں تو برآمدے میں رکھے تخت سے ٹکرا جاتے ہیں، باورچی خانے کی طرف جاتے ہیں تو نعمت خانے سے ٹکرا جاتے ہیں، صحن میں چلنے کی جسارت کریں تو گملوں سے ٹکرا جاتے ہیں۔ گملوں سے بچیں تو ٹینک کے ڈھکن سے کبھی گھٹنے پھوٹتے ہیں کبھی ٹخنے دہائی دیتے ہیں۔ چھت پر چہل قدمی کرنے کی کوشش کریں تو جا بجا پھیلے پانی کے پائپ راستے میں روڑے اٹکانے لگتے ہیں۔ جائیں تو کہاں جائیں صاحب!''

بیگم بدر عالم نے افسوس سے پیشانی پر ہاتھ رکھا۔

''ارے بھئی اِس میں پریشانی والی کیا بات ہے بیگم! گھر کے باہر گلی میں کر لیا کیجیے چہل قدمی۔ اچھی خاصی لمبی چوڑی گلی ہے۔''

''کیا کہا گلی میں؟ آپ جانتے بھی ہیں آوارہ کتے کس طرح مٹر گشت کرتے پھرتے ہیں گلیوں میں، ہم تو ہرگز ہرگز یہاں چہل قدمی کرنے کے لیے آمادہ نہیں۔''

''خیر یہ تو آپ نے بجا فرمایا، کتوں کی بہتات نے اچھے بھلے مسائل کھڑے کر رکھے ہیں۔ ایک تو آج تک ہمیں یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ برصغیر پاک و ہند میں کتوں کی پیدائش کا مقصد کیا ہے؟ چلو گوروں کے دیس میں تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ انگریز ٹھہرے جنم جنم سے کتوں کے شیدائی، مگر ہمارے گلی کوچوں میں بے ہنگم بھونکنے کے سوا اِن کا اور کام ہی کیا ہے؟ جب دیکھو کہیں نہ کہیں سُر تال ملائے کھڑے ہوتے ہیں۔ دو دن پہلے کا ہی قصہ سن لیجیے رات تین بجے جو بھونکنا شروع ہوئے تو صبح سات بجے تک بھی محفل برخاست نہ ہو سکی۔ ایک پارٹی اِدھر، ایک اُدھر، خدا جانے کون سے مشاعرے چل رہے تھے، دس دفعہ ہم چھت پہ گئے اور ڈرتے ڈرتے چھتیس دفعہ باہر گلی میں جھانکے، تین چار دفعہ تو پتھر مار کر توجہ ہٹانے کی بھی کوشش کی مگر مجال ہے کہ ان کے ارتکاز میں رتی برابر فرق پڑا ہو، بڑے ہی کتے قسم کے کتے تھے بھئی، خدا ان کے شر سے بچائے۔''

''جی جناب! اسی لیے تو ہم کہہ رہے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ چلیے۔ عمر عزیز کی پینتیس خزائیں آپ کے ساتھ گزار لیں۔ اب چار قدم چہل قدمی کے آپ کے بغیر کیوں کر گوارا کر سکتے ہیں، وہ بھی ایسے ڈھیٹ نسل کتوں کی موجودگی میں۔''

''بھئی بیگم صاحبہ! کتوں سے عداوت اپنی جگہ لیکن صبح صبح گھر سے باہر نکلنے کے لیے ہم ہرگز تیار نہیں، آپ خود ہی اس مسئلے کا کوئی حل نکال لیجیے۔ دیکھیے ہمیں اس معاملے سے دور ہی رکھیے۔'' وہ اکتائے لہجے میں بولے۔

شادی میں دینے کے لیے ایک قیمتی تحفہ

دُلہا دُلہن نیک ہوں گے تو ایک بھی ہوں گے اِن شاءَاللّٰہُ تعالیٰ

نیکی کی طرف مائل کرنے میں مددگار کُتب

تحفہ دُلہن

خوشگوار زندگی کے سنہری اصول ✿ کامیاب بیوی کی 6 خوبیاں

سسرال میں خوش رہنے کی تدابیر ✿ ایک ماں کی 10 وصیتیں

تحفہ دُلہا

نیک بیوی کے لیے دعائیں ✿ پُرسکون زندگی بنانے میں مددگار

باہمی محبت اور جھگڑوں سے حفاظت کی تدابیر

سادہ ایڈیشن 250/- اعلیٰ ایڈیشن 500/-

سادہ ایڈیشن 195/- اعلیٰ ایڈیشن 360/-

آئیں! مل کر کتاب دوستی کو فروغ دیں اور اس پیغام کو عام کریں۔

مستند مجموعۂ وظائف

اب موبائل ایپلی کیشن میں بھی دستیاب ہے۔

GET IT ON Google Play

بیتُ العِلم

کراچی فون: 021-32726509 ، موبائل: 0309-2228089

لاہور فون: 042-37112356

Visit us: www.mbi.com.pk maktababaitulilm

’’دیکھیے منیر حسن! اب آپ ہمارے غصے کو اُبال مت دیجیے۔ ایسا نہ ہو آپ کی اِن پالتو مچھلیوں کا بیمانہ قتل ہو جائے ہمارے ہاتھوں۔‘‘

انھوں نے شیشے کے جار میں تیرتی رنگ برنگی مچھلیوں کی طرف اشارہ کیا جنھیں منیر حسن نے بڑی محبت اور شوق سے رکھا ہوا تھا۔

’’خبردار خبردار جو ہماری معصوم مچھلیوں کی طرف ٹیڑھی آنکھ سے بھی دیکھا تو۔‘‘

منیر حسن اس بات پر اچھل ہی پڑے تھے۔

’’ارے واہ کیوں نہ دیکھیں، آپ نے کرنا کیا ہے ان بے کار مچھلیوں کا؟ حنوط کر کے اہرامِ مصر میں رکھوائیں گے کیا؟ اچھا ہے پکا کر کھلائیں گے آپ کو۔‘‘

’’بخدا کیسا شاطرانہ ذہن پایا ہے بدر عالم آپ نے؟ کس قدر سفاک منصوبہ سازی کی ہے آپ نے ہماری پالتو مچھلیوں کو عالمِ بالا میں پہنچانے کی۔‘‘

’’وہ لپک کر اپنی مچھلیوں کے پاس جا کھڑے ہوئے۔

’’ویسے ایک بات ہے ، ہم سے اچھی تو یہ موئی مچھلیاں ہی ہیں جن پہ آپ کی نظر التفات تو رہتی ہے۔‘‘

بدر عالم قدرے شکوہ کناں ہوئیں۔

’’آپ کے کیا کہنے بیگم! آپ کو تو ہر وہ چیز چبھنے لگتی ہے جس کا ہماری دلچسپی سے دور کا بھی واسطہ ہو، اپنے مرزا صاحب ہی کو دیکھ لیجیے وہ......‘‘

’’مرزا صاحب کا نام نہ لیجیے گا خدارا......!‘‘

بدر عالم نے ان کی بات راستے میں ہی اچک لی۔

’’وہ اوّل درجے کے کبوتر باز، زمانے بھر کے نکمے نکھٹو، چوک پر بیٹھے زمین پر جھکے خدا جانے کون سی آڑی ترچھی لکیریں کاٹتے رہتے ہیں۔ خدا جھوٹ نہ بلوائے ہمیں تو یوں لگتا ہے وہ کسی کالے علم کے ماہر استاد کی قدم بوسیاں کرتے ہیں آج کل۔ پرسوں تو ہم نے گلی سے گزرتے ہوئے ایک سیاہ کتے کی رسی پکڑے بھی دیکھا انھیں۔‘‘

’’بدر عالم! آپ اس قدر توجہ فرماتی ہیں ان پر، ایسی عرق ریز تحقیق تو کسی یونیورسٹی کے ہونہار طالب علم نے ایٹم بم پر مقالہ لکھنے میں بھی نہ کی ہوگی۔‘‘

’’لاحول ولاقوۃ الا باللہ! ہم کیوں کسی نامحرم کو دیکھنے لگے۔ ارے راستے سے گزریں گے تو ارد گرد دیکھیں گے ہی، یوں آنکھیں بند کیے گزرے تو کسی دن کسی بغیر ڈھکن کے کھلے گٹر سے اندر گرنے کے قوی امکانات موجود ہیں۔‘‘

وہ فوراً ناراض ہو گئیں۔

’’ارے بھئی جب ہم آپ کے ساتھ ہوتے ہیں تو گرنے کا کیا ڈر؟‘‘

منیر صاحب نے فوراً انھیں منانے کے لیے انداز بدلے۔

’’آپ کا ساتھ کوئی قابلِ ضمانت نہیں منیر حسن! دور کا چشمہ آپ ہمیشہ گھر میں بھول جایا کرتے ہیں۔ فردوس آپا کے بکرے آپ کو کتے دکھائی دیتے ہیں تو کتوں کے چھوٹے چھوٹے پلے مرغیاں نظر آتی ہیں۔‘‘

’’دیکھیے بدر عالم صورتِ حال کچھ بھی ہو، مرزا صاحب کے بارے میں ایسی اندوہناک رائے سے بہرحال اجتناب کیجیے، وہ ہمارے قابلِ احترام دوست ہیں۔‘‘

’’لیکن اُن کی دوستی ہمارے گھر کے امن میں ہمیشہ خلل انداز ہوتی ہے۔‘‘

وہ بھی برجستہ بولیں۔

’’ارے بھئی آپ کو تو اس خاکسار کے دوستوں پر ہمیشہ اعتراض رہا ہے، وہ ہمارے دوست عبدالمتین......!‘‘

’’ارے اُن کا تو نام نہ لیجیے گا۔ خدا ان کے قہر و غضب سے عالم کو بچائے، دیکھنے میں ایسا پاکیزہ حلیہ کہ امامِ مسجد کا گمان ہو مگر کرتوت دیکھیے تو پتا چلے بیوی بھلی مانس کو میکے جانے تک کی اجازت نہیں دیتے۔ ہمیں تو ڈر ہے ایسے دوستوں کا اثر آپ پر بھی نہ ہو جائے۔‘‘

’’کیسی باتیں کرتی ہو بیگم! وہ بے چارے بیوی کو اس لیے منع کرتے ہیں کہ ان کا میکا لاہور میں ہے، سفید پوش عبدالمتین کہاں سے آئے دن کے کرائے بھاڑے اور تحفوں تحائف میں پیسا لٹا سکتے ہیں؟ ان کی اہلیہ نے یقیناً غلط بیانی کی ہے آپ سے۔‘‘

’’ہمم......اس پر سوچا جا سکتا ہے لیکن پھر بھی آپ ایسے دوستوں سے دور ہی رہیے۔‘‘

’’ایسا ہی ہوگا بیگم جان! اب اس کے سوا چارہ ہی کیا ہے۔‘‘

منیر حسن تھکے تھکے سے لہجے میں بولے اور ایک بار پھر موبائل اسکرین سامنے کر لی۔

’’تو پھر کل صبح نمازِ فجر کے بعد چہل قدمی کے لیے تیار ہیں ناں؟‘‘

’’ظاہر سی بات ہے، چاروناچار تیار ہونا ہی ہے مگر اتنی صبح نہیں، نو بجے تک ٹھیک رہے گا وہ بھی ناشتے کے بعد۔‘‘ وہ ہار ماننے والے انداز میں گویا ہوئے۔

’’چلیے منظور ہے صاحب!‘‘

بدر عالم فاتحانہ مسکراہٹ لیے کمبل اوڑھ کر لیٹ گئیں۔

☆......☆

لیکن اگلے دن صبح جب وہ نمازِ فجر کے بعد گھر میں داخل ہوئے تو بیگم بدر عالم کیل کانٹے سے لیس کھڑی تھیں۔

’’ارے بھئی یہ کیا؟ کہاں کی تیاری ہے؟‘‘

وہ سمجھ کر بھی نہ سمجھنے کی ناکام اداکاری کرنے لگے۔

’’دیکھیے صاحب! جو کام ڈیڑھ دو گھنٹے بعد کرنا ہے وہ ابھی کیوں نہ ہو جائے۔ صبح کا سہانا وقت بستر میں گزار کے نو بجے باسی دھوپ کا مزہ کیا خاک ملے گا؟ ابھی چلتے ہیں نا نرم شبنمی گھاس پر چہل قدمی کا لطف بھی آئے گا اور آفتاب کی پرنور شعاعوں سے زندگی کی رمق یعنی وٹامن ڈی بھی وافر مقدار میں مل جائے گا۔‘‘ وہ مسکرائیں۔

’’بھئی آپ سے کون جیت سکتا ہے بدر عالم! آپ کے ابا حضور نے نام ہی ایسا چھان پھٹک کر رکھا تھا کہ آگے کوئی منیر و نیر دَم نہ مار سکے، چلیے جناب!‘‘

منیر حسن بھی ہنستے ہوئے اُن کے ہم قدم ہو گئے۔

☆☆☆

همشیرانس شبیر۔کبیروالہ

قدموں تلے جنت

موسم تو ویسے بھی سردی کا تھا مگر آج خنکی کچھ زیادہ ہی محسوس ہو رہی تھی۔ میرا ذہن اداس اور دل پریشان تھا۔ میں اسپتال کے بستر پر تھی اور چند لمحات بعد پیش آنے والے حالات سے خوف زدہ۔ گھبراہٹ سے بار بار جسم پسینے سے شرابور ہو جاتا کیونکہ یہ میری زندگی کا پہلا تجربہ تھا۔ جدھر دیکھتی ہر شخص پریشان اور ہر طرف ویرانی سی نظر آتی۔

کھڑکی کے شیشے سے باہر دیکھا تو وہاں بھی ایک خزاں رسیدہ بے برگ و بار درخت نظر آیا۔ میں اس مصرعے کے مصداق ؎ آتا ہے برے وقت میں بندے کو خدا یاد

کبھی سورۂ یٰسین کی تلاوت کرتی تو کبھی درود شریف پڑھتی۔

میری امی جان میرے سرہانے بیٹھی بار بار میرے سر پر ہاتھ پھیرتیں، دعائیں دیتیں اور میرا حوصلہ بڑھاتیں۔

میرے ذہن میں عجیب و غریب خیالات آ رہے تھے۔ بار بار رب تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتی اور اس کے فضل و کرم کی دعائیں کرتی، پھر مجھے بلا لیا گیا۔

میں دھڑکتے دل اور لڑکھڑاتے قدموں سے آپریشن تھیٹر کی طرف روانہ ہونے لگی تو ماں نے سینے سے لگا کر ماتھا چوما۔

شوہر سے نظریں ملیں تو آنکھوں ہی آنکھوں میں باتیں ہوئیں، لب خاموش تھے اور گفتگو ہو رہی تھی۔

میں نے مانا کہ مجھ میں جرأتِ اظہار نہیں
آپ آنکھوں کی زباں بھی تو سمجھتے ہوں

امی جان نے مجھے اپنی شفقت بھری بانہوں کے حصار میں لیے آپریشن تھیٹر کے دروازے تک پہنچایا، ایک بار پھر گلے لگا کر حوصلہ دیا اور ہمت بندھائی۔

ہم دونوں ماں بیٹی اپنے آپ کو پرسکون ظاہر کر رہی تھیں، مگر آنکھیں اندرونی ہلچل کی غمازی کر رہی تھیں۔ لیڈی ڈاکٹر نے مسکرا کر میرا استقبال کیا۔ سہارا دے کر بستر پر لٹایا۔ میرے سامنے پردہ لٹکایا، دلاسہ اور تسلی کی باتیں کرتی رہیں۔ میرا ذہن مختل تھا۔ زبان پر کلمہ طیبہ اور آیت کریمہ کا وِرد تھا۔ اس دوران میں مجھے بے ہوشی کا انجکشن لگایا گیا۔ میں نے لیڈی ڈاکٹر کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما اور بے ہوشی کی تاریک وادیوں میں کھو گئی۔

نجانے کتنا وقت گزرا پھر میری آنکھوں میں روشنی اترنے لگی۔

یوں محسوس ہوا جیسے خواب سے بیدار ہو رہی ہوں۔ میں نے ذہن پر زور دے کر سوچا کہ میں کہاں ہوں؟ آنکھیں کھول کر اِدھر اُدھر دیکھا تو اپنے پہلو میں ایک ننھی سی گڑیا کو سوتے پایا، اور پھر جیسے مجھے سب کچھ یاد آ گیا۔

میرے لبوں پر بھرپور مسکراہٹ کھل گئی۔ دل خوشی سے جھوم اٹھا۔ میرے تمام گھر والے میرے پاس کھڑے مسکرا رہے تھے۔ کھڑکی سے باہر خزاں رسیدہ درخت پر بھی جیسے بہار آ گئی تھی۔ میں اس ننھی سی جان کی بدولت 'ماں' جیسے مقدس درجے پر فائز ہو چکی تھی اور جنت میرے قدموں تلے آ چکی تھی۔

1987ء سے خدمت میں مصروف

پُھلبھری، برص

LEUCODERMA-VITILIGO

تمام جلدی بیماریوں کا مؤثر اور بے ضرر علاج

STEROIDS FREE
MOST PROGRESSIVE
TREATMENT

سفید داغ قابلِ علاج مرض ہے

ایوارڈ یافتہ، ممتاز معالج
اجمل زیدی کے صاحبزادے
اقدس زیدی
(ماہرِ برص)

کے دورۂ پاکستان کا مستقل پروگرام

کراچی قیام	1 مارچ تا 10 مارچ، 1 جولائی تا 10 جولائی، 1 نومبر تا 10 نومبر فارچون سنٹر آفس نمبر 706 ساتویں منزل شارع فیصل نرسری بالمقابل K.F.C کراچی فون: 69-(021)7012068 موبائل: (0300)8566188	ملتان قیام	12 مارچ تا 17 مارچ، 12 جولائی تا 17 جولائی، 12 نومبر تا 17 نومبر ہوٹل سلور سینڈ، ریلوے روڈ نزد چوک عزیز ہوٹل، ملتان فون: 62-(061)4518061 موبائل (0300)8566188
لاہور قیام	11 فروری تا 20 فروری، 11 جون تا 20 جون، 11 اکتوبر تا 20 اکتوبر مدینہ ٹاور، آفس نمبر 512 پانچویں منزل، مسلم ٹاؤن موڑ، فیروز پور روڈ، بالمقابل جامعہ اشرفیہ لاہور 0300-8566188	اسلام آباد مستقل پتہ	25 مارچ تا 25 مئی، 25 جولائی تا 25 ستمبر، 25 نومبر تا 25 جنوری مکان نمبر 62 سٹریٹ نمبر 20 سیکٹر G-8-1 تعلیمی چوک (سریا چوک) اسلام آباد موبائل: (0300)8566188

leucodermatreatment@outlook.com

حیرت انگیز آفر! 50% OFF

اشتیاق احمد کے تمام ناول اور کتابیں آدھی قیمت پر

ہزاروں کتابیں ایک کلک پر
ہم نے آباد کیا ہے آپ کے لیے
کتابوں کا ایک نیا جہاں

گھر بیٹھے کتابوں کی خریداری کے لیے ہماری ویب سائٹ "کتاب نگر" وزٹ کیجیے اور حاصل کیجیے بے شمار کتابیں وہ بھی حیرت انگیز ڈسکاؤنٹ پر۔

بچوں کی تعلیم و تربیت اور تفریح کے لیے خوبصورت کتب پر مشتمل کتاب نگر میں خوش آمدید!

نوٹ: یہ آفر محدود مدت کے لیے ہے۔

ہماری ویب سائٹ پر آرڈر کرنے کا طریقہ:

اشتیاق احمد کے ناول اور کتابیں آرڈر کرنے کے لیے ویب سائٹ کے ہوم پیج کے دائیں طرف Categories پر کلک کریں اور پھر "Ishtiaq Ahmed" پر کلک کریں، اپنے مطلوبہ ناول کے ٹائٹل کے نیچے "ADD TO CART" کے بٹن پر کلک کرتے جائیں، آپ اوپر دائیں جانب بنے باسکٹ کے نشان کے پر اپنی منتخب کردہ کتب کی کل قیمت دیکھ سکتے ہیں۔ آرڈر فائنل کرنے کے لیے اُس باسکٹ کے نشان پر کلک کر کے ایک مرتبہ رعایتی بل اور ڈیلیوری چارجز دیکھ کر "CHECKOUT" کے بٹن پر کلک کر دیں۔ اپنا مکمل نام، مکمل پتہ اور رابطہ نمبر کی مکمل تفصیلات درج کر کے "Place Order" پر کلک کر دیں۔ آپ کا آرڈر ہمیں موصول ہو جائے گا۔ کال کنفرمیشن کے بعد آپ کا پارسل پانچ سے سات دن تک ڈیلیور ہو جائے گا۔ شکریہ

ویب سائٹ: www.kitaabnagar.com

آپ کا دسترخوان

مصباح عروج۔ لاہور

گلاب جامن:

اشیاء: پھیکا ماوا ایک پاؤ، میدہ تین کھانے کے چمچ، انڈہ ایک عدد، چینی تین پیالی، زردے کا رنگ دو چٹکی، کھانے کا سوڈا 1 چٹکی، سبز الائچی پسی ہوئی 1 چمچ، پانی تین کپ، گھی/تیل ڈیپ فرائی کے لیے، پستہ 10 عدد باریک کٹا ہوا۔

ترکیب:

پھیکے سفید ماوے میں میدہ، زردے کا رنگ، الائچی، کھانے کا سوڈا، دو کھانے کے چمچ گھی اور انڈا مکس کرکے اچھی طرح گوندھ لیں۔ اس آمیزے کو پندرہ منٹ پڑا رہنے دیں پھر درمیانے سائز کے لڈو بنالیں۔ ہلکی آنچ پر کڑاہی میں گھی گرم کریں اور اس میں لڈو تلتی جائیں۔ رنگ گہرا بھورا ہونے پر نکال لیں۔ ایک دیگچی میں تین کپ پانی میں تین کپ چینی شامل کرکے شیرہ بنالیں پھر اس کو اتنا پکائیں کہ دو تار کا شیرہ بن جائے۔ اس کے بعد گلاب جامن تل تل کر شیرے میں ڈالتی جائیں۔ جب سب تل جائیں تو شیرے میں اوپر پستہ چھڑک کر پندرہ منٹ کے لیے گلاب جامن اسی شیرے میں ہی رہنے دیں۔ لذیذ گلاب جامن تیار ہیں۔

رس ملائی:

اشیاء: تازہ دودھ دو کلو، مِلک پاؤڈر (سوکھا دودھ) تین کپ، انڈے دو عدد، الائچی کے دانے پسے ہوئے آدھا کھانے کا چمچ، چینی 1 کپ۔ بیکنگ پاؤڈر 1 کھانے کا چمچ، بادام 6 سے آٹھ باریک کٹے ہوئے (چھلکے اتار کر)، پستہ 4 یا 6 عدد کٹے ہوئے۔

ترکیب:

ملک پاؤڈر میں بیکنگ پاؤڈر مکس کرکے انڈوں کی مدد سے سخت سا گوندھ لیں۔ پہلے ایک انڈا ڈال کر سخت گوندھیں اگر ایک انڈے سے آمیزہ گوندھ جائے اور لچکدار ہو تو ٹھیک ہے ورنہ دوسرا آدھا انڈا مزید ڈال کر گوندھیں۔ اب اس سے پندرہ بیس چھوٹی چھوٹی گول یا لمبی گولیاں بنا کر ڈھک کر رکھ دیں۔ پھر ایک دیگچی میں دودھ میں چینی اور الائچی ڈال کر جوش دے کر آنچ دھیمی کرکے گاڑھا سا ہونے تک تقریباً آدھا گھنٹہ پکنے دیں، پھر اس میں بادام پستہ اور ملک پاؤڈر کی گولیاں ایک ایک کرکے ڈال کر ان کو پھولنے پر الٹتے پلٹتے رہیں، پھر اتار کر ٹھنڈا ہونے پر فریج میں رکھ کر مزید ٹھنڈا کرکے نوش فرمائیں۔

نمک پارے:

اشیاء: میدہ دو کپ، سفید زیرہ موٹا پسا ہوا، نمک آدھا کھانے کا چمچ، میٹھا سوڈا آدھا کھانے کا چمچ، سرخ مرچ آدھا کھانے کا چمچ، تیل/گھی تلنے کے لیے حسب ضرورت۔

ترکیب:

میدے میں تمام اشیاء مکس کرکے ذرا سخت سا گوندھ لیں۔ پندرہ منٹ کے بعد روٹی کی طرح پیڑے بنا کر بیل لیں، پھر چھری کی مدد سے لمبائی میں ڈیڑھ انچ چوڑی پٹیاں کاٹ کر انہیں نمک پاروں کے ڈیزائن کی طرح آڑے پیس کاٹ کر پہلے سے گرم تیل میں ہلکی آنچ پر تلتی جائیں، ہلکے سے براؤن ہونے پر نکال لیں۔ اصلی نمک پارے تیار ہوجائیں گے۔

بنگالی رس گلے:

اشیاء: دودھ ایک کلو، کھویا ایک پاؤ، میدہ ایک پیالی، چینی تین پیالی، الائچی آٹھ عدد، پھٹکری ایک چمچ۔

ترکیب:

دودھ کو پکنے کے لیے رکھ دیں اور پکنے پر اس میں پھٹکری ڈال دیں۔ جب دودھ پھٹ جائے تو اتار لیں اور نچوڑ کر پنیر تیار کریں۔ اب اس میں کھویا اور میدہ ملا کر کافی دیر تک ہاتھ کی ہتھیلی سے مسلیں جتنا زیادہ سے زیادہ اسے مَسلا جائے گا اتنا ہی رس گلہ نرم ہوگا، اس کے بعد الائچی چھیل کر اس کے دانے نکال لیں اور رس گلے بناتے وقت درمیان میں دو دو دانے ڈالتے جائیں۔ اب چینی میں پانی ڈال کر چاشنی تیار کرلیں اور تیار ہونے پر رس گلے اس میں ڈالتی جائیں جب رس گلے پھول جائیں تو اتار لیں اور ٹھنڈے ہونے پر پیش کریں۔

آلو کے پراٹھے:

اشیاء: آلو آدھا کلو، آٹا تین کپ، ہری مرچ 6 عدد، پیاز دو عدد، گرم مصالحہ ایک چمچ، دھنیا ایک چمچ، تیل حسب ضرورت، میدہ تین کپ، ادرک ایک چمچ، ہرا دھنیا حسب ضرورت، سفید زیرہ ایک چمچ۔

ترکیب:

میدہ اور آٹا ایک برتن میں ڈال کر اچھی

طرح گوندھیں اور آٹے میں دو چمچ نمک ڈالیں۔ اب آلو ابال کر چھیل لیں اور باریک پیس لیں اور ساتھ ہی مرچیں، گرم مصالحہ، نمک، زیرہ، دھنیا، سب کو پیس کر ملالیں۔ پھر پیاز، ادرک، ہرا دھنیا، ہری مرچیں، باریک باریک کاٹ کر اس میں ملالیں۔ اب آٹے کے چھوٹے چھوٹے پیڑے بنا کر رکھیں۔ ایک پیڑا بیل کر اس پر آلو کی تہہ لگا دیں۔ پھر دوسرا پیڑا بیل کر پہلے کے اوپر رکھ کر کنارے اچھی طرح ملالیں۔ پھر پہلے سے گرم کیے ہوئے توے پر تیل ڈال کر پراٹھے کو اس میں ڈال دیں جب پک جائے تو اتار لیں، اس طرح آلو کے پراٹھے تیار ہوتے جائیں گے۔

قیمے کے پکوڑے:

اشیاء: قیمہ 1 پاؤ، بیسن 1 کپ، پیاز دو عدد، آلو ایک پاؤ، لیموں دو عدد، پالک ایک گڈی، سبز مرچ تین عدد، سرخ مرچ ایک چمچ، دھنیا حسب ضرورت، انار دانہ ایک چمچ، نمک حسب ذائقہ۔

ترکیب:

سب سے پہلے قیمے کو ایک بڑے پیالے میں ڈالیں، پھر اس میں پیاز، آلو، پالک، دھنیا اور سبز مرچیں باریک کاٹ کر ڈال دیں۔ اس کے بعد دونوں لیموں کا رس نکال کر اس میں شامل کر دیں، پھر اس میں تمام مصالحہ جات ڈال کر اچھی طرح مکس کریں۔ اس تمام مکسچر کو آدھے گھنٹے کے لیے رکھ دیں، پھر ان کو پکوڑوں کی طرح تیل میں تل لیں قیمے کے پکوڑے تیار ہو جائیں گے۔

کریم ملائی:

اشیاء: دودھ ایک پاؤ، انڈے دو عدد، چینی حسب ذائقہ۔

ترکیب:

کسی برتن میں انڈے توڑ کر اس میں چینی ملالیں اور خوب اچھی طرح اس آمیزے کو پھینٹیں، اس کے بعد اس میں دودھ ڈال دیں۔ دودھ ڈالنے کے بعد کسی چھلنی میں اس آمیزے کو چھان لیں اور اس آمیزے کو بہت ہلکی آنچ پر پکائیں پھر 25 منٹ بعد اسے کسی برتن میں نکال کر فریج میں رکھ دیں اور ٹھنڈا ہونے پر نوش کریں۔

جبیں چیمہ

۱۱

اور میں اپنے وعدے پر پورا اتروں گا!

’’نانی امی......!‘‘ باہر ان کا نواسا محمد کھڑا تھا۔ فرطِ جوش سے اس کی آواز لرز رہی تھی اور منہ سے بات نہیں نکل رہی تھی۔

’’نانی امی! وہ وہ رات کو......!‘‘ اس کا دبلا پتلا جسم جوش سے کانپنے لگا۔

’’خالہ مبارک ہو۔‘‘ گلی کا ایک لڑکا جو انہی کے مدرسے کا پڑھا ہوا تھا، بولا: ’’رات کو حماس نے اسرائیل پر حملہ کر دیا ہے۔‘‘

’’کیا؟‘‘ محمد کے ساتھ ساتھ اب اس کی نانی بھی جوش مسرت سے کانپنے لگیں۔

’’کب کیسے حملہ کر دیا؟ پنجرے کی دیواریں کیسے کاٹیں؟ چاروں طرف لگی ہوئی باڑھ کیسے کاٹی؟ ان کا آر۔ڈی۔ ایس سسٹم کدھر گیا جس کی وجہ سے پورا عرب اُن کی مٹھی میں آ گیا تھا۔‘‘

’’نانی امی! انھوں نے رات کو چار بجے حملہ کیا۔ اُن کے ڈیفنس سسٹم کو ناکارہ کیا اور مجاہدین موٹر سائیکلوں پر اور پیدل چیسے اڑتے ہوئے اپنے وطن میں داخل ہو گئے۔‘‘

محمد جوش و خروش سے بول رہا تھا۔

تبھی فریال اور لیلیٰ بھی باہر آ گئیں۔

اتنے میں کمانڈر ابوعبیدہ کا پیغام لے کر لوگ گلی کوچوں میں پھیل گئے کہ جہاد شروع ہو چکا ہے اور اس بار ہماری طرف سے شروع ہوا ہے۔ اسرائیل کی سونڈ پر ضرب لگائی گئی ہے اور اب وہ بہت جلد انتقامی کارروائیاں کرے گا، فضائی حملے بھی ہوں گے اور زمینی بھی۔ شہادتیں بہت ہوں گی مگر ہم میں سے جو بھی بچے گا، وہ اِن شاء اللہ تعالیٰ عزت سے آزادی کی زندگی جیے گا کہ ہم کسی کافر کی غلامی کے لیے پیدا نہیں کیے گئے۔ کجا کہ ان کی غلامی جو دہشت گرد غاصب ہیں، جو ہمارے ہی گھروں میں بیٹھ کر ہم پر حکمرانی کر رہے ہیں۔‘‘

کمانڈر ابوعبیدہ کا پیغام آناً فاناً پورے غزہ میں پھیل گیا تھا۔

لوگ ایک دوسرے کو بتا رہے تھے کہ بہت سے غاصب مارے گئے ہیں۔ بہت سے قیدی بھی بنا لیے گئے ہیں اور ابھی ہمارے بہت سے مجاہدین اسرائیل کے اندر کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ لوگوں کے چہرے پر ایک انوکھی خوشی تھی۔ ایک ایسی کامیابی کی چمک جس کے لیے وہ کب سے ترس رہے تھے۔ اب وہ لاشیں اٹھا اٹھا کر تھک چکے تھے۔ کم از کم ایک دفعہ تو انھوں نے بھی اسرائیلی ماؤں کو رونے پر مجبور کر دیا تھا۔

مگر لیلیٰ کو وہ چند دن پہلے والا خواب نہیں بھولتا تھا۔

’’امی! میں نے کچھ دن قبل خواب میں چاروں طرف آگ دھواں اور خون ہی خون دیکھا تھا۔‘‘ لیلیٰ پریشانی سے بولی۔

’’لیلیٰ! یہ خواب تو ہم ۱۹۴۸ء سے کھلی آنکھوں سے دیکھتے آ رہے ہیں۔ جب پکا ہوا کھانا میز پر رکھا تھا اور ہمیں وہ کھانا کھانا نصیب نہ ہوا۔ اچانک یہ غاصب گھروں میں گھس آئے۔ ہمیں کہا کہ نکل جاؤ یہاں سے۔ میرے والد اور بڑے بھائی کو وہیں شہید کر دیا جو محض چار سال کا بچہ تھا۔ میں دو سال کی تھی، جب میرے ماموں جانے کیسے مجھے اور اماں کو لے کر مہاجر کیمپ پہنچے۔ تمھارے ابا کا سارا خاندان بھی اُدھر ہی کٹ گیا تھا۔ اُن کی والدہ کو بھی ظالموں نے ذبح کر دیا تھا۔ یہ نجانے کیسے ان کی نظروں سے بچ گئے۔ ہر فلسطینی کی یہی کہانی ہے۔ جب تک میری والدہ زندہ رہیں، اپنے وطن اور اپنے گھر کو یاد کرتی رہیں، اب اور یہ کیا کر لیں گے؟‘‘ امی پر سکون تھیں۔

صبح طلوع ہوتے ہی پوری دنیا میں اور خصوصاً امریکا میں کہرام مچ گیا۔

بے چارا امریکی صدر قبر میں ٹانگیں لٹکائے بیٹھا ہوا جو بائیڈن اپنی سرسراتی اور کانپتی ہوئی آواز میں فون پر ہکلاتے ہوئے بولا کہ یہ سب ہوا کیسے۔ یہ تو بہت برا ہوا وہ جو ہم نے تمھاری سارے مشرق وسطیٰ اور باقی مسلم ممالک پر دھاک بٹھائی ہوئی تھی، وہ کیسے ختم ہو سکتی ہے، چلو ہمت پکڑو۔ ہم تمھیں اور ہتھیار بھیجتے ہیں۔ تمھاری حفاظت کے لیے ہم اپنا بحری بیڑا فوراً روانہ کر رہے ہیں۔‘‘

نیتن یاہو اور جو بائیڈن کا خیال تھا کہ دنیا کے لوگ فوراً ان کی ہرزہ سرائی سے متاثر ہو کر مطالبہ کرنے لگیں گے کہ فلسطین کو ختم کر دو اور یہ زیادہ سے زیادہ دو چار روز کا معاملہ ہے، اس لیے آناً فاناً اسرائیلی ایئر فورس نے غزہ کو گھیرنا شروع کر دیا اور پھر جو لگاتار بمباری شروع ہوئی تو الامان والحفیظ۔ پندرہ ہزار فلسطینیوں کو بموں سے اڑا دیا گیا۔ خاص طور سے ننھے بچوں کے کنڈر گارٹن اسکولوں کو تاک تاک کے نشانہ بنایا گیا۔ اسکولوں، اسپتالوں اور مسجدوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔

پہلا ہفتہ انتہائی بمباری کے باوجود لیلیٰ کی امی اور فریال والی بلڈنگ بچی رہی۔ پہلے دن سے چونکہ بجلی، گیس اور پانی کی سپلائی اسرائیل نے بند کر دی تھی، اس لیے چند دن تک تو کسی نہ کسی طرح گزارا ہوتا رہا مگر پھر زندگی مشکل سے مشکل تر ہونے لگی۔ خاص طور پر سے ملبے کا ڈھیر بنی عمارتیں اور ان کے نیچے دبے ہوئے زندہ لوگوں کی پکار سن کر صبر کرنا دوبھر ہو گیا مگر ایک لمحے کے لیے بھی بمباری بند نہ ہوتی تھی کہ زخمیوں کو نکالا جا سکے۔ اسپتالوں میں لاشوں کے ڈھیر تھے مگر انھیں دفن کرنے کا وقفہ نہ ملتا تھا۔ بھوکے پیاسے لوگ، زخموں سے چور لوگ، اپنے پیاروں کی لاشوں کو ہاتھوں سے پلاسٹک اور کپڑوں میں لپیٹتے لوگ مگر صبر کی تصویر بنے اللہ کا شکر ادا کرتے اللہ کی حمد بیان کرتے لوگ!

پورے پورے خاندان کٹوا کے کوئی اکا دکا بچ جانے والا بچہ کوئی بچی کوئی آدمی یا عورت مگر ہر ایک کی زبان پر ایک ہی نعرہ تھا:

ہم حماس سے ہیں اور حماس ہم سے ہے
ہماری جانیں اور ہمارا خون
تمھارے حکم پر قربان
محمد ضیف ...... محمد ضیف

محمد ضیف فلسطین کے وہ عظیم مجاہد تھے جن پر سات دفعہ حملے ہو چکے ہیں۔ والدین نے اُن کا نام محمد ضائب ابراہیم المصری رکھا تھا مگر اسرائیل کے مسلسل فضائی حملوں سے بچنے کے لیے خانہ بدوشی کی زندگی اپنانے کی وجہ سے اُن کا نام ضیف پڑ گیا۔ عربی زبان کے لفظ ضیف کا

مطلب مہمان ہے۔ پہلے حملے میں اُن کی ایک آنکھ ضائع ہوئی تو وہ ہر کو خوشی خوشی بتاتے تھے کہ دیکھو میں ملا عمر ثانی بنوں گا۔ اللہ نے ان کی ایک آنکھ بھی لے لی ہے اور میری بھی مگر پھر ان پر لگاتار حملے ہونے لگے۔ آخری حملہ ان کے گھر پر ہوا۔ جس میں گھر کے باقی افراد تو شہید ہو گئے مگر موت نے خود اُن کی حفاظت کی کہ ابھی اللہ نے ان سے اور کام بھی لینے تھے۔ وہ شدید زخمی ہوئے اور چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے مگر ان کی معذوری کے باوجود کفر کے ایوان ان کی دہشت سے کانپتے ہیں۔ محمد ضیف کو حماس کے مقامی طور پر تیار کردہ قسام راکٹ اور غزہ کے نیچے بچھائی جانے والی زیر زمین سرنگوں کا خالق تصور کیا جاتا ہے۔ ۷ اکتوبر کا حماس کا یہ حملہ جس کا علم صرف چار کمانڈروں کو تھا، وہ انہی کا ترتیب دیا ہوا تھا۔

☆......☆

جس دن سے حملہ ہوا تھا، قاسم اور عبدالرحمن کا کچھ پتا نہیں تھا کہ وہ زندہ ہیں یا شہید ہو گئے۔ کیونکہ ان کے زندہ پکڑے جانے کا تو سوال ہی نہیں تھا۔

امی بظاہر پرسکون چہرے کے ساتھ سارا وقت قرآنی آیات کا ورد کرتی رہتیں۔ آنکھیں دروازے پر لگی رہتیں مگر ہونٹوں پر پڑے قفل کبھی نہ کھلتے۔

’’امی! قاسم اور عبدالرحمن کی کچھ خبر نہیں، نجانے کس حال میں ہوں گے؟‘‘

ایک دن لیلیٰ نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

’’لیلی......!‘‘ امی غضب ناک ہو گئیں۔ ’’کیا یہ سب قاسم اور عبدالرحمن سے کم ہیں جو یوں بارود کا ڈھیر برسا کر ختم کیے جا رہے ہیں؟ کیا یہ ننھے ننھے بچے ابراہیم سے کم ہیں جن کے کٹے پھٹے جسم گلی کوچوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ کیا ان ہزاروں لوگوں کی مائیں بہنیں نہیں ہیں جو ملبے تلے دبے ہوئے ہیں۔ میں ان کی زندگی کے لیے پریشان نہیں ہوں نہ ہی تمھیں صرف اُن کے لیے پریشان ہونا چاہیے۔ ہاں میں اُن دونوں کا انتظار کرتی ہوں کہ وہ آئیں تو شاید اس ملبے تلے کچھ زندہ لوگوں کو نکال لیں یا چند معصوم بچوں کی جانیں ان کی وجہ سے بچ جائیں۔‘‘

☆......☆

سلامت رہنے والی عمارتوں میں ٹوٹے گھروں کے باسی بھی پناہ لیے ہوئے تھے۔ شہیدوں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی۔ بمباری کو ہوتے تین ہفتے ہو چکے تھے۔ دن رات لاکھوں ٹن بارود عورتوں بچوں اور بوڑھوں پر پھینکا جا رہا تھا۔ شہدا کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ شروع میں صیہونی ابلیس نے عام فلسطینیوں کو ورغلایا کہ وہ حماس کے لیڈر پکڑ کر انھیں دے دیں تو اس کے بدلے میں جنگ میں نرمی کر دی جائے گی اور انھیں لاکھوں ڈالر انعام بھی ملے گا۔

مگر انھیں جواب ملا کہ ہم سبھی حماس کے سپاہی ہیں۔ کس کس کو پکڑ کے دیں۔ پھر امریکا بہادر نے کہا کہ جو بھی کرنا ہے جلدی کرو، دنیا کی رائے عامہ تیزی سے فلسطین کے حق میں ہو رہی ہے۔ تمھارے پاس مہلت بہت کم ہے۔

جنگ اب چوتھے ہفتے میں داخل ہو گئی تھی۔ اُس رات فریال اپنے تینوں بچوں کو امی اور لیلیٰ کے پاس چھوڑ کے اپنی ڈیوٹی پر الشفاء اسپتال پہنچی تھی کہ بمباری شروع ہو گئی اور اس دفعہ یہ بمباری اُن کے علاقے میں ہو رہی تھی، کیونکہ جلد ہی زخمی بچے اور حاملہ عورتیں اسپتال لائی جانے لگیں مگر وہ اسپتال، اسپتال کب تھا۔ باہر لاشوں کے ڈھیر پڑے تھے۔ جن کو دفن کرنے کے لیے اتنا وقفہ بھی نہیں مل پا رہا تھا کہ کوئی اجتماعی قبر کھود کے ہی ان سب کو سپرد خاک کر دیا جاتا۔ اسپتال میں نہ بجلی تھی نہ پانی، دوائیں بھی نہ ہونے کے برابر تھیں مگر اگر کچھ وافر مقدار میں تھا تو وہ اس قوم کا جذبہ تھا۔ وہ شہیدوں اور زخمیوں سے اور اپنی قوم کی ماؤں اور بہنوں سے وہ محبت تھی جو ڈاکٹروں، نرسوں اور دوسرے پیرا میڈیکل اسٹاف کو ہر وقت متحرک کیے ہوئے تھی۔ وقت سے پہلے پیدا ہونے والے بچوں کے لیے انکیوبیٹر کام نہیں کر رہے تھے۔ شدید سردی میں بچوں کے لیے نہ لباس کا انتظام تھا نہ کمبلوں کا، بچوں کو کھلے عام انتہائی بیمار مریضوں کے درمیان مجبوری کے تحت ڈال دیا جاتا۔

فریال مختلف عورتوں کی دیکھ بھال میں بری طرح مصروف تھی۔ جب اس کی بلڈنگ کی ایک عورت ہوش وحواس سے بیگانہ اسے ڈھونڈتی ہوئی اس تک پہنچی۔

’’فریال! سب کچھ ختم ہو گیا۔ اچانک ہماری عمارت پر بم برسنے لگے۔ کسی کو بھی اتنا وقت نہیں ملا کہ وہ عمارت سے باہر نکل سکے۔ میرے بچے بھی اندر تھے۔ صرف میں باہر تھی۔ رات کو بارش کا پانی ایک گڑھے میں جمع تھا۔ میں وہاں کپڑے دھو رہی تھی۔‘‘

وہ عورت سسکیاں لیتی ہوئی وہیں ایک طرف بیٹھ گئی۔

’’میرے بچے، میری ماں، میری بہن!‘‘ ایک لمحے کے لیے اس کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا مگر اگلے ہی لمحے ایک پکار پر وہ اپنے آپ کو سمیٹتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

مگر وہ دن قیامت کا دن تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی اسرائیلی سپاہی دندناتے ہوئے اسپتال میں داخل ہو گئے۔

(جاری ہے)

☆☆☆

مخلوط ماحول

اُم ایمن

ایک سوال ہے کہ:

کیا اسلام نے عورت کو حجاب پہن کر تمام امورِ حیات میں حصہ لینے کی اجازت دی ہے؟

کیا محض حجاب عورت کے لئے مخلوط ماحول میں کسی قسم کی ڈھال کا کام کر سکتا ہے؟

کیا محض حجاب اختیار کر لینے سے صنف نازک پر عائد تمام تر شرعی تقاضے پورے ہو جاتے ہیں؟

ظاہر ہے ان تمام سوالوں کا جواب نفی میں ہے اور اسلام کی طرف سے عورت کو دیے گئے مقام اور متعین کیے گئے دائرۂ کار سے زبردست ناواقفی کی دلیل ہے۔

اسلام نے عورت کے لیے جو دائرۂ کار تعین کیا ہے اس کے خدوخال کچھ یوں ہیں:

۱۔ اسلام نے عورت کو گھروں میں جم کر بیٹھ رہنے کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ سورۂ احزاب میں ہے:
وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ۔

۲۔ شوہر کے گھر بار کی نگرانی اور اولاد کی تربیت و پرورش عورت کی ذمے داری ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے: وَالْمَرْأَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی بَیْتِ بَعْلِھَا وَوَلَدِہٖ وَھِیَ مَسْئُوْلَۃٌ عَنْھُمْ۔
عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران بنائی گئی ہے اور اس سے ان چیزوں کی بابت پوچھ ہوگی۔

۳۔ شرعی پردے کی پابندی (یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ)

۴۔ شوہر کی فرماں برداری: چنانچہ ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ اس عورت کی نماز قبول نہیں ہوتی جس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔ (مشکوٰۃ)

۵۔ نامحرم کے ساتھ خلوت کی ممانعت، حدیث شریف میں ہے: ’’خبردار! کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے کیونکہ تیسرا ان دونوں کا شیطان ہوتا ہے۔‘‘

Haft Roza "Khawateen Ka Islam" Regd.No:MC1437

ضروری اعلان

رسائل گھر بیٹھے حاصل کیجیے!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

اطلاعاً عرض ہے کہ بڑھتی ہوئی مہنگائی کی وجہ سے روزنامہ اسلام کے صرف اسلام آباد اور لاہور ایڈیشن کو پہلی جنوری سے بند کردیا گیا ہے، لیکن الحمدللہ مرکزی دفتر کراچی اور ملتان سے بدستور اخبار چھپ رہا ہے، نیز دونوں ہفت روزے بچوں کا اسلام اور خواتین کا اسلام بھی اسی آب وتاب سے اتوار اور بدھ کو شائع ہورہے ہیں!

قارئین جو یہ سطور پڑھ رہے ہیں، ان سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اپنے رشتے داروں، دوستوں اور دائرہ بچوں/خواتین کا اسلام کے اُن قارئین کو جنھیں آپ کسی طرح بھی جانتے ہیں اور انھیں رسائل نہیں مل پا رہے، ہاکر انھیں منع کر رہے ہیں تو براہِ کرم ہماری نمائندگی کرتے ہوئے اُن تک یہ بات پہنچائیے کہ بالکل پریشان نہ ہوں، دونوں رسائل باقاعدگی سے شائع ہورہے ہیں اور ہر شہر کی ایجنسی کے پاس حسب سابق پہنچ بھی رہے ہیں۔

پھر بھی اگر کسی وجہ سے آپ کی رسائی آپ کے محبوب رسائل تک نہیں ہو رہی تو ایک بہت آسان اور سہولت والا طریقہ یہ ہے کہ کراچی دفتر رابطہ کرکے اپنے گھر کے پتے پر دونوں یا کوئی بھی ایک رسالہ سال بھر کے لیے لگوا لیجیے۔

یہ طریقہ بہت آسان بھی ہے اور نسبتاً سستا بھی۔ بازار ہاکر کے پاس جا کر رسالہ خرید لانے میں پھر بھی کچھ وقت اور کرایہ وغیرہ لگتا ہے، جبکہ سالانہ ممبرشپ لینے سے آپ کے رسائل کراچی دفتر سے براہِ راست آپ کے پڑھنے کی میز پر اسی دن بلکہ ایک آدھ دن پہلے ہی پہنچ جاتے ہیں اور وہ بھی کسی قسم کا اضافی خرچ کیے بغیر۔ جی ہاں! دونوں رسائل کی ہوم ڈیلیوری بالکل مفت رکھی جا رہی ہے۔ آپ کی طرف سے ڈاک خرچ ادارہ ادا کرے گا۔ آپ صرف شمارے کی قیمت جو چالیس روپے ہے اور سرورق پر لکھی ہوئی ہے، وہ ادا کیجیے اور پورے سال کے باون ہفتے اپنے گھر کی چوکھٹ پر اپنے لاڈلے رسائل کو حاصل کیجیے۔

چالیس روپے فی شمارے کے حساب سے سال کے باون ہفتوں کے کل اکیس سو روپے ہوتے ہیں، آپ سو روپے مزید کم کرتے ہوئے صرف مبلغ دو ہزار روپے فی شمارہ (یا دونوں رسائل کے چار ہزار روپے) ادا کیجیے اور پورے سال گھر بیٹھے رسائل حاصل کیجیے۔

طریقہ کار بہت آسان ہے:

رابطہ نمبر (03213557807) پر ایزی پیسہ کا اکاؤنٹ موجود ہے۔ اسی طرح آپ یہ رقم ہمارے بینک اکاؤنٹ میں بھی جمع کرا سکتے ہیں (بینک اکاؤنٹ کی تفصیل ذیل میں دی جا رہی ہے)۔ دونوں میگزین کے چار ہزار روپے یا کسی بھی ایک میگزین کے دو ہزار روپے اپنی سہولت کے مطابق ایزی پیسہ کروائیے یا بینک اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دیجیے، بعد ازاں پیسے بھیجنے کی کمپنی رسید اور اپنا مکمل پتا اسی نمبر پر واٹس ایپ کرکے حکم کیجیے کہ آپ کے نام رسائل جاری کر دیے جائیں۔ فون پر رابطہ کرنا چاہیں تو اسی نمبر پر علاوہ اتوار، دفتری اوقات صبح نو سے شام چار بجے تک کال بھی کر سکتے ہیں۔

اس ترتیب کے علاوہ اگر آپ ہر ہفتے ہی رسائل خریدنا چاہتے ہیں تو اپنے شہر کے ہاکر کو بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ آپ کو اخبار مارکیٹ کی ایجنسی سے شمارہ حسب سابق لا کر دے۔ اگر ہاکر منع کر دے تو شہروں کے ایجنسیوں کے نمبر بھی ذیل میں دیے جا رہے ہیں، فون کرکے ان سے منگوا لیجیے۔

لاہور:	شفیق صاحب	(03324776628)
اسلام آباد:	عدنان صاحب	(03005151136)
ملتان:	ملک ایوب صاحب	(03007353405)
کراچی:	اسلم صاحب	(03002125353)

دعا ہے کہ ہمارا آپ کا ساتھ تا دیر رہے اور بخیر وعافیت رہے، آمین!

مدیر
روزنامہ اسلام

Account Title: Daily Islam
Bank Account No: 0758-1006122719
Bank Alfalah Nazimabad No 6 Karachi.